۵۴۔ سورۂ البقرہ ۱۶۴

۵۵۔ سورۂ الشوریٰ ۳۲۔۳۳

۵۶۔ سورۂ الرحمٰن ۱۹۔۲۵

۵۷۔ سورۂ الانعام ۹۷

۵۸۔ سورۂ ابراہیم ۳۲

۵۹۔ سورۂ الروم ۴۶

۶۰۔ سورۂ یونس ۲۲

۶۱۔ سورۂ المؤمنون ۲۱۔۲۲

۶۲۔ سورۂ ھود ۳۷

۶۳۔ سورۂ القمر ۱۳

۶۴۔ سورۂ ھود ۴۲

۶۵۔ بائبل پرانہ عہدنامہ پیدائش باب ۶، آیت ۱۵ص ۹ بحوالہ اسلامی بحریہ ڈاکٹر محمد نواز مطبوعہ دائرہ معارف البحریہ کراچی ص/۴۷

۶۶۔ قاسم محمود، سید۔ اسلامی انسائیکلوپیڈیا، شاہکار بک فاؤنڈیشن کراچی ص/۱۱۷۵

۶۷۔ سورۂ ھود ۴۰

۶۸۔ سورۂ انبیاء ۸۱

۶۹۔ تفہیم القرآن ابوالاعلیٰ مودودی صاحب ج/۳ص/۱۷۶ اور ج/۴ص/۳۳۸ تدبیر قرآن مولانا امین اصلاحی ج/۴ص/۳۱۳ اور ج/۵ ص/۵۳۳ اور ۲۹۹

۷۰۔ سورۂ سبا ۱۰۔۱۱ اور سورۂ انبیاء ۸۰

۷۱۔ سورۂ طٰہٰ ۷۷۔۷۹، سورۂ قصص ۴۰ سورہ شعراء ۶۵۔۶۷

۷۲۔ تفصیل کے لئے دیکھئے سورۂ الکہف ۶۵۔۸۲، اور قصص الانبیاء مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوھاروی مرتبہ تنظیم حسین ضیاء برادرز بک سنٹر کراچی ۱۹۹۶ء ص/۱۶۷تا۱۷۲

۷۳۔ سیوھاروی، مولانا محمد حفظ الرحمٰن، قصص الانبیاء ص/۲۴۷۔۲۴۹

۷۴۔ ابن ہشام، عبدالملک، السیرۃ النبویہ مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ج/۱ص/۱۹۳

۷۵۔ ابن سعد، محمد، الطبقات الکبریٰ مطبوعہ بیروت ج/۱ص/۲۰۴

۷۶۔ الطبری، محمد ابن جریر، تاریخ الامم والملوک دار الفکر بیروت، ج/۲ص/۳۵۴

۷۷۔ سورۂ بنی اسرائیل ۷۰

۷۸۔ بلاذری، احمد بن یحیٰ، فتوح البلدان مطبوعہ قاہرہ مصر ج/۱ص/۱۰

۷۹۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ کتاب الجہاد، ج/۲ص/۹۲۸

۸۰۔ حامدی، خلیل حامدی جہاد اسلامی اسلامی پبلیکیشنز لاہور ص/۱۸۳

۸۱۔ ابن ماجہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ کتاب الجہاد ج/۲ ص/ ۹۲۸

۸۲۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابوداؤد، دارالاحیاء الکتب العربیہ مصر، کتاب الجہاد، ج ۳/ ص/ ۷

۸۳۔ الطبرانی، سلیمان بن احمد معجم الاوسط مکتبۃ المعارف ریاض سعودی عرب، ج/ ۶ ص/ ۳۲۰

۸۴۔ ابن حنبل، احمد، المسند دار المعارف مصر ج/ ۱۰ ص/ ۴۴۰

۸۵۔ الہیثمی، علی بن أبی بکر، مجمع الزوائد، دار الفکر بیروت ج/ ۳ ص/ ۲۸۸

۸۶۔ ابن حنبل، المسند، ج/ ۶ ص/ ۱۳۷ اور مجمع الزوائد علی بن أبی بکر ج/ ۳ ص/ ۲۸۹

۸۷۔ القشیری، مسلم بن حجاج صحیح مسلم، دار السلام ریاض کتاب الامارہ ج/ ۲ ص/ ۱۴۲

۸۸۔ الہیثمی، علی بن أبی بکر مجمع الزوائد ج/ ۳ ص/ ۲۸۸

۸۹۔ ہود بھائی، پرویز میر علی مسلمان اور سائنس ص/ ۶۸

۹۰۔ ایضاً

۹۱۔ ایضاً ص/ ۷۸

۹۲۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج/ ۲ ص/ ۱۱۹ پر آبی پرندوں کی تعداد ۱۳۰ بیان کی گئی ہے دیگر محققین اس سے زیادہ تعداد بیان کرتے ہیں۔

۹۳۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج/ ۲ ص/ ۱۱۹

محترم قارئین حضرات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ وبعد،،،

اطلاعاً عرض ہے کہ جامع الفقہاء و العلماء حضرت مولانا سید نصیب علی شاہ الہاشمی کی 20 سالہ خدمات کے سلسلے میں ادارہ کی طرف سے ''مولانا نصیب علی شاہ الہاشمی مرحوم حیات وخدمات کانفرنس'' کا انعقاد بروز منگل بمورخہ 22 جنوری 2008ء بمقام جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان ڈیرہ روڈ بنوں کیا جارہا ہے۔ مرحوم کی شخصیت کسی تعارف کا محتاج نہیں مختصر زندگی میں زیادہ کام کے خداداد صلاحیت کے مالک، اس شخصیت کے خدمات روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔

مرحوم کے حیات وخدمات کے سلسلے میں ان کے اساتذہ اور رفقاء کاران کی شخصیت اور خدمات پر پُرمغز مقالات پیش فرمائیں گے۔ کانفرنس میں شرکت کی دعوت عام ہے۔ اُمید ہے کہ شرف قبولیت عطا فرمائیں گے۔

پروگرام انشاء اللہ

9:00 تا 12:00 ختم قرآن مجید و بخاری شریف

12:00 تا 1:00 وقفہ نماز وطعام

1:00 تا 4:00 مقالات وتقاریر

الداعی الی الخیر

(مولانا) سید نسیم علی شاہ الہاشمی

واراکین جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان ڈیرہ روڈ بنوں

نوٹ: باہر سے تشریف لانے والے گرامی قدر مہمانوں کے لئے قیام وطعام کا بندوبست کیا گیا ہے۔

عصر حاضر میں ماحول کی آلودگی اور اسلامی جائزہ

مولانا نور خالق شاہ

نائب مہتمم جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان (بنوں)

نمبر شمار	ذیلی عنوانات	نمبر شمار	ذیلی عنوانات
۱	ماحول کی تعریف	۲	ماحول کی قسمیں
۳	قدرتی ماحول اور قرآن پاک	۴	مصنوعی ماحول اور قرآن پاک
۵	آلودگی ماحول کی تعریف	۶	آلودگی کی قسمیں
۷	قدرتی عوامل سے ماحول کو کیسے بچایا جاسکتا ہے	۸	مصنوعی عوامل سے ماحول کو کیسے بچایا جاسکتا ہے
۹	ماحول کو خود انسانی عوامل سے کیسا بچایا جاسکتا ہے	۱۰	ماحول کی الودگی اور خلاق کی الودگی میں نسبت/تعلق
۱۱	سائیکل سواری اور ماحول سے تعلق (کفایت شعاری کے ذریعے)	۱۲	خلاصہ
۱۳	شور وغل مچانا	۱۴	ملاوٹ اور ماحول کی الودگی
۱۵	پراگندہ ماحول اور صاف ستھرا ماحول ایک حدیث کے حوالے سے		

(۱) ماحول کی تعریف:

ہمارے گرد، پیش کو ماحول کہتے ہیں۔ مثلاً انسان، جانور، پودے، پانی، ہوا، زمین اور پہاڑ وغیرہ کے علاوہ درجہ حرارت اور روشنی بھی ماحول کا حصہ ہے۔ مختصر یہ کہ جملہ اشیاء خواہ ٹھوس حالت میں ہو، مائع کے حالت ہوں یا گیس کے حالت میں یہ سب ماحول کے زمرے میں آتے ہیں۔

(۲) ماحول کی قسمیں: ماحول کی دو بڑی قسمیں ہیں۔

(i) قدرتی ماحول: Natural Environments

(ii) مصنوعی ماحول: Manmade Environments

(1) قدرتی ماحول: پہاڑ جنگل، دریا، میدان صحرا وغیر جو کہ قدرتی مناظر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی شان کی مظہر ہے۔ مصرع (ہر ورق دفتر ایست معرفت کردگار) اس کو قدرتی ماحول کہلاتی ہے۔

(ii) مصنوعی ماحول: ۔ ہر اس چیز کو کہتے ہے۔ جس پر حضرت انسان محنت کرتا ہے۔ اور اس کے نتیجے میں عمارات، مکانات، فیکٹریاں، نہریں، گلیاں، سڑکیں وغیرہ تیار ہو جاتے ہیں۔ مصنوعی ماحول یا مصنوعی مناظر ہیں۔

اس طرح ریل گاڑی اور موٹر کاریں اور جہازیں وغیرہ بھی مصنوعی ماحول میں شامل ہیں۔

(۳) قدرتی ماحول اور قرآن پاک::

اللہ تعالیٰ نے قدرتی ماحول اور قدرتی مناظر کا قرآن مجید میں یوں ذکر فرمایا ہے۔

''ھو الذی جعل لکم الارض فراشاوّ السماء بناء وّانزل من السماء ماء فاخرج بہٖ من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلو اللہ انداد و انتم تعلمون.'' (سورۃ البقرہ)

اللہ تعالیٰ کی ذات جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا۔ اور آسمان سے پانی برسایا۔ جس سے میوے نکالے جو کہ تمہارے لئے رزق ہے۔ پس اللہ کیساتھ شریک نہ ٹھہراؤ۔ حالانکہ تم جانتے بھی ہو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔''ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعًا. (البقرہ)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے۔ جس نے سب چیزیں تمہارے لئے پیدا کی ہے جو زمین میں ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے'ھوا لذی انزل من السماء ماء لکم منہ شراب و منہ شجر فیہ تسیمون ینبت لکم بہ الزرع و الزیتون و النخیل و الا عناب و من کل الثمرات ان فی ذالک لایۃ لقوم یتفکرون (النحل پارہ ۱۴)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے۔ جس نے تمہارے لئے آسمان سے پانی اُتارا جو کہ تم پیتے ہو، اور اسی سے درخت پیدا کئے ہیں۔ جس میں تم جانور چراتے ہوا گاتے ہو، تمہارے واسطے اسی سے کھیتی، زیتون، کھجوریں اور انگور نکالیں ہیں اور ہر قسم کے میوے۔

بے شک اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو غور کرتے ہیں۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے۔ امن جعل الارض قراراً جعل خلٰلھا انھٰراوّ جعل لھا رواسی وجعل بین البحرین حاجزاً

ترجمہ: بھلا کس نے زمین کو بنایا ٹھہرنے کے لائق اور اس کے بیچ میں ندیاں بنائیں اور اس کے قرار کے لئے پہاڑ گاڑ دیئے اور دو دریاں میں آڑ بنا دیئے۔ ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت و الی السماء کیف رفعت و الی الجبال کیف نصبت و الی الارض کیف سطحت (الغاشیۃ)

کیا وہ اونٹ کو نہیں دیکھتے، کہ کس طرح پیدا کیا گیا ہے۔ اور آسمان کو کس طرح اوپر بلند کھڑا کیا ہے۔ اور پہاڑوں کو کس طرح کھڑے کیے ہیں۔ اور زمین کو کس طرح پھیلا دیا ہے۔

(۴) مصنوعی ماحول اور قرآن پاک:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔''زین للناس حب الشھوٰت من النساء و البنین و القناطیر المقنطرۃ من الذھب و الفضۃ و الخیل المسومۃ و الانعام و الحرث ذالک متا ع الحیوٰۃ الدنیا و اللہ عندہٗ حسن المأب''

ترجمہ: فریفتہ کیا لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے جیسے عورتیں اور بیٹے اور خزانے جمع کیے ہوئے۔ سونے اور چاندی کے اور گھوڑے

نشان لگائے ہوئے اور مویشی اور کھیتی۔ یہ فائدہ اُٹھانا ہے۔ دنیا کی زندگی میں اور اللہ ہی کی پاس ہے اچھا ٹھکانا۔

اللہ تعالیٰ نے مادی چیزوں کی محبت طبعی طور انسانوں کے دلوں میں ڈال دی ہے۔ لہذا انسان فطری طور سے ان چیزوں کی تلاش اور جستجو کر رہا ہے اور ان سب پر دنیا کا سارا نظام قائم ہے۔ مثلاً (کھیتی باڑی مزدوری صنعت، تجارت وغیرہ) اس کے واسطے انسان تکالیف برداشت کرتا رہتا ہے اور دنیا کی یہ رونق دونق اور ہنگامے جو ہم دیکھتے ہیں۔ یہ سب اسی کا نتیجہ ہے۔ اور اس پر دنیا کی آبادی اور بقاء کا انحصار ہے۔ مزدور صبح اٹھ کر مزدوری تلاش کرتا ہے۔ مالدار گھر بنانے کے لئے مزدور تلاش کرتا۔ تاجر سامان مہیا کرتا ہے۔ گاہک سامان خریدتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ جو ہم روزمرہ مشاہدہ کرتے ہیں۔

الغرض یہ مصروف دنیا جو ہم دیکھتے ہیں۔ اس کی محبت فطری ہے۔ مگر یہ مصروفیات شریعت کے مطابق واعتدال کے ساتھ اور اچھے طریقے سے نبھانا چاہئیں۔ تاکہ بے اعتدالی و ناجائز طریقے غیر صحت مندانہ حرکات جس سے معاشرے میں اور اس دنیا کے کاموں میں بگاڑ پیدا نہ ہو۔ اور ایک اچھا سا اسلامی معاشرہ اور اسلامی ماحول بن جائے۔

(۵) الودگی ماحول کی تعریف:

ماحول میں الودگی سے مراد ایسی غیر صحت مندانہ تبدیلی جس سے انسان، حیوان کی زندگی اور رہنے سہنے کے حالات پر برے اثرات مرتب ہوں اسے ماحول کی الودگی کہتے ہیں۔

(۶) الودگی کی قسمیں:

الودگی کی کئی قسمیں ہیں۔ i الودگی قدرتی عوامل سے ii الودگی مصنوعی عوامل سے iii الودگی خود انسانی ذات سے

(i) الودگی قدرتی عوامل سے: اس میں زلزلے، دریاؤں میں طغیانی طوفان، اندھی آتش فشاں پہاڑ کا پھٹنا وغیرہ شامل ہیں یہ قدرتی طور پر الودگی کا سبب بنتے ہیں۔

(ii) الودگی مصنوعی عوامل سے: جیسے گاڑیوں اور کارخانوں سے نکلا ہوا دھواں کیمائی کھادیں گھروں میں فلشوں (لٹرین) سے باہر کو گندے پانی کا اخراج سگریٹ نوشی وغیرہ

(iii) الودگی خود انسانی ذات سے: مثلاً انسان کا چھینکنا۔ کھانسنا، تھوکنا اور انسان کے فضلات یعنی پیشاب اور پاخانہ وغیرہ۔ جو کہ انسان کے ذات کے ساتھ مخصوص ہیں۔

(۷) قدرتی عوامل سے ماحول کو کیسے بچایا جاسکتا ہے:

قدرتی عوامل یا قدرتی آفات سے اس خوبصورت ماحول کو بچانے کے لئے سرتوڑ کوششیں کی جارہی ہیں۔ نت نئے منصوبے بنائے جارہے ہیں۔ لیکن اب تک کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ جدید سائنس اور ٹیکنالوجی سے کام لیا جاتا ہے۔ نئے آلات ایجاد کرنے کی

کوشش کی جارہی ہے۔ کہ ان قدرتی آفات کا پہلے ہی سے اطلاع ہو۔ تاہم انسان اپنے اپ کو محفوظ نہ کرسکا۔ اگرچہ اسلام اس کے تو خلاف نہیں ہے۔ کہ انسان اپنے آپ کو اس سے محفوظ کرنے کا طریقہ تلاش نہ کریں۔ اسلام یہ ہدایات ضرور دیتے ہیں۔ کہ انسان کے گناہ کے سبب قدرتی آفات آتے رہتے ہیں۔ لہذا انسان کو اپنے گناہ پر نادم ہونا چاہئے توبہ و استغفار کرنا چاہئے۔ دعا اور صدقات پر توجہ دینا چاہئے تاکہ آفات ٹل جائیں۔ یا سرے سے یہ آفات وقوع پزیر نہ ہو۔ انسان اور اس کے ارد گرد ماحول متاثر نہ ہو۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے "ظھر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدی الناس"

(ترجمہ) خشکی اور تری میں فساد و بگاڑ انسانوں کی اپنے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے ہے لہذا ثابت ہوا کہ قدرتی عوامل سے ماحول کا متاثر ہونا دراصل انسان کے گناہوں کا سبب ہے۔ حضورؐ آندھی اور طوفان میں مسجد کا رخ فرماتے دعاؤں اور استغفار میں مشغول ہوتے۔ جبکہ کسوف وخسوف (چاند گرہن و سورج گرہن) ہونے کے صورت میں نوافل ادا فرماتے تھے۔

(۸) مصنوعی عوامل سے ماحول کو کیسے بچایا جاسکتا ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "ونزلنا من السماء ماء طھورا" ہم نے آسمان سے صاف پانی نازل کیا۔ لیکن مصنوعی عوامل ہی کی وجہ سے الودہ ہو جاتی ہے۔ اور اس سے ماحول پر بھی برا اثر پڑتا ہے۔ گھروں عمارتوں کے فلش (لٹرین) وغیرہ سے پانی بہہ کر نہروں اور تالابوں کی صورت میں جمع ہو جاتے ہیں۔ یا پھر دریاؤں، جھیلوں، نہروں یا ندیوں کی صورت اختیار کر جاتی ہیں۔ ان تالابوں، جھیلوں میں الودہ پانی جمع ہو کر گندہ قسم کے زہریلا کیڑے اور مچھروں کی ٹھکانے بن جاتے ہیں۔ ہوا گندا اور بدبودار ہو کر ماحول الودہ بن جاتا ہے۔ اسلام نے حکم دیا ہے۔ کہ کھڑے پانی میں پیشاب نہ کریں۔ لا یبولن فی ماء راکد (مشکوۃ) اس کا مطلب یہ ہے کہ پانی کو صاف رکھا جائے اور جمع شدہ پانی الودہ ہونے سے بچایا جائے۔ ساحل سمندر پر آئیل ٹینکروں سے تیل ریس ریس کر نہ صرف یہ کہ پانی الودہ ہو کر انسان اور آبی جانوروں کے مرنے کا سبب بنتے ہیں۔ بلکہ اس سے بادل بننے کا عمل بھی متاثر ہوتا ہے۔ ہمارے زمین کا زیادہ تر حصہ پانی پر مشتمل ہے۔ ایک اندازے کے مطابق زمین کا ۴/۳ حصہ پر پانی ہے۔ جو کہ سمندروں، دریاؤں اور ندیوں کے صورت میں موجود ہے۔ جو تمام جانوروں کا لازمی جز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "وجعلنا من الماء کل شیء حیی": اور ہم نے ہر جاندار کو پانی سے زندہ رکھا۔ تو ان الودہ پانی پینے سے کروڑوں انسان مرجاتے ہیں۔ پانی الودہ ہونے سے ماحول میں بھی بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔

اسلام نے صاف و پاک پانی سے وضو و غسل شرط قرار دیا ہے۔ حدیث میں ہے کہ پانی کے برتن کو ڈانپنا چاہئے ایک حدیث میں مذکور ہے "اذ استیقظ احد کم من منا مکم فلا یغمسن یداہ فی الاناء حتیٰ یغسلھا ثلاثا. فانہ لایدری این باتت یداہ من الجسد." (مشکوۃ)

ترجمہ: رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نیند سے اٹھے تو اپنے ہاتھ دھونے سے پہلے برتن میں نہ ڈالے یہاں تک کہ اپنے

ہاتھوں کو تین مرتبہ دھو نہ ڈالے۔ کیونکہ ان کو نہیں معلوم کہ ان کے ہاتھوں نے رات کہاں گزاری ہے۔

اس طرح کوئلہ، تیل اور گیس کو صنعتی وسائل میں بے دریغ اسراف سے استعمال کی جاتی ہے۔ لہذا کثرت سے اور غیر ضروری استعمال (جلنے سے) مختلف زہریلی گیسیں (سلفر ڈائی اکسائیڈ، کاربن ڈائی اکسائیڈ، نائٹرو اکسائیڈ پیدا ہو کر ہوا میں شامل ہوتی رہتی ہے۔ لہذا فضائی آلودگی میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ جس سے نہ صرف انسان بلکہ دوسرے جاندار اور پودے بھی بری طرح متاثر ہوتے ہیں ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ ان قدرتی وسائل کو اسلامی تعلیمات کے مطابق اعتدال کے ساتھ استعمال میں لایا جائے۔ وہ یہ کفایت شعاری جو اسلام کا زریں اصول ہے سے کام لیا جائے۔ حدیث **خیر الامور اوسطھا** تاکہ یہ ذخائر عرصہ دراز تک ان کے کام آسکے اور ان کے کم استعمال سے ہوا کی آلودگی میں کمی واقع ہو۔ اور اسی طرح سے ماحول کو آلودگی سے محفوظ کیا جائے گا۔ شور و غل بھی ماحول کی آلودگی کا حصہ ہے۔ جیسا کہ گاڑیوں اور کارخانوں ایک طرف تو دھواں چھوڑ کر ماحول کو آلودہ کرتی ہے۔ تو دوسری طرف بہت تیز ہارن بجا کر کانوں کے پردے پھاڑ دیتی ہیں۔ جو دل، دماغ کو متاثر کرتی ہے۔ گاڑیوں کا شور تو ہسپتالوں اور سکولوں میں جو وہاں غیر معمولی خاموشی اور سکون کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن وہاں اور زیادہ بڑے اثرات نقصان مرتب کرتے ہیں۔ ان شور کی وجہ تھکاوٹ، سر درد، ذہنی ٹینشن کے سبب بنتے ہیں۔ نیند کم ہونا، کانوں کے پردے فیل ہونا، غصہ آنا وغیرہ لیکن آج سے چودہ صد سال پہلے اللہ تعالیٰ فرماتے۔

''**ان انکر الاصوات لصوت الحمیر.**'' بدترین آواز گدھے کی آواز ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ یہ آواز بے ڈھنگ اور بہت اونچا اور تیز ہوتا ہے۔ جو بُرا لگتا ہے۔

(۹) ماحول کو خود انسانی عوامل سے کیسا بچایا جاسکتا ہے:

انسان جب مٹی کا تیل یا گیس وغیرہ جلاتے ہیں۔ تو ان کی دھواں سے زہریلی گیس اور کیمائی مادے پیدا ہوتے ہیں۔ جس سے ماحول خراب ہو جاتا ہے اور سانس لینے میں کیمائی مادے اور زہریلی گیسیں خون، جگر، گردوں، پھپھڑوں اور اعصاب کے بیماریوں کے باعث بنتے ہیں۔ اسلام ہمیں حکم دیتا ہے کہ جب رات کو سونا ہے تو بتیاں اور چراغ وغیرہ بجھا دینا چاہئے۔ ظاہر ہے۔ کہ ساری رات چراغ کا تیل جل کر گیس بن جاتا ہے۔ انسان جب سانس لیتا ہے۔ تو یہ اندر چلا جاتا ہے اور انسان کو بیماری لاحق ہوتی ہے۔ لہذا رات کو سونے سے پہلے چراغ، لالٹین، گیس اور انگارے وغیرہ بجھانا چاہئے۔

(۲) اسی طرح انسان جب کھانستے ہیں۔ یا چھینکتے ہیں۔ تو اسلام کا سبق یہ ہے۔ کہ بایاں ہاتھ منہ پر رکھ کر کم کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ ماحول کو آلودہ ہونے سے بچایا جاسکے۔

(۳) رہائشی علاقوں کے قریب بول براز پیشاب کرنے سے ہوا آلودہ ہو کر بہت سے بیماریاں پھیلتے ہیں۔ لیکن اسلام ہمیں حکم دیتا ہے کہ رہائشی علاقے کے قریب پیشاب کرنا منع ہے۔ کیونکہ ابوداؤد شریف کا حدیث ہے۔ ''**کتاب الطھارۃ**'' **کان النبی ﷺ اذا ذھب المذھب ابعد. ترجمہ :** حضور پاکؐ جب حاجت کو جاتا تو بہت دور جاتا۔

اسلام نے حکم دیا ہے کہ حاجت سے پہلے یہ دعا پڑھنا چاہئے ''الھم انی اعوذبک من الخبث والخبائث'' یا اللہ ہمیں گندگی سے محفوظ رکھے۔ تو اس طرح حضورؐ نے فرمایا۔ پھل وغیرہ کے چھلکے ایسے جگہ نہ پھینکے جائے جیسے دوسرے مسلمان دیکھ کر وہ بھی اس کا آرزو کر دیں اس سے دوسرے مسلمان کو تکلیف پہنچتا ہے اور چھلکے وغیرہ جمع ہو کر ماحول اور ہوا کو خراب کر دیتے ہیں۔

(۱۰) ماحول کی آلودگی اور خلاق کی آلودگی میں نسبت/تعلق:

ماحول کی آلودگی سے پہلے اخلاق کی آلودگی سے بچنا چاہئے تو ماحول کی آلودگی سے بھی بچ جائیں گے۔ قرآن مجید میں ہمیں اس دعا کی تلقین کی گئی ہیں جو ہم نماز میں پڑھتے ہے الھم ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنةوقناعذاب النار. کہ اے اللہ ہمیں اس دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرماویں۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا اس دنیا کی بھلائی یہ ہے۔ کہ ظاہری اور باطنی لحاظ سے صاف ستھرا ہو کر خوشگوار زندگی بسر سکیں۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے۔ ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین ''اللہ تعالیٰ ظاہری باطنی صفائی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے'' طہارت بہت وسیع مفہوم رکھتا ہے۔ انسان کی ذات اور ماحول کی صفائی سے لے کر کائنات کی صفائی تک اور اخلاق کی صفائی سے لیکر افکار کی صفائی تک شامل ہے۔ لہٰذا اخلاق کی صفائی ماحول کی صفائی ہے۔ اس طرح اخلاق کی آلودگی ماحول کی آلودگی ہے۔ جیسا کہ دھواں سے ہوا گندی ہو جاتی ہے۔ اور سانس لینے کی صورت میں پھیپھڑے خراب ہو جاتے ہیں۔ یہ اخلاقی بُرائی سے بھی ہوسکتا ہے۔ سگریٹ پینا جو کہ اخلاق برائی ہے۔ یہ صرف پینے والے کا نقصان نہیں ہے۔ بلکہ دوسروں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اخلاق کا تقاضا ہے۔ کہ سگریٹ نوشی سے پرہیز کریں۔ تاہم خود محفوظ ہو کر دوسروں کو محفوظ بنادیں۔

(الف) سگریٹ نوشی سے ماحول کا آلودہ ہونا: سگریٹ نوشی جہاں صحت کے لئے مضر ہے۔ جس کے مختلف قسم کے بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ اور سگریٹ نوشی کا دھواں ایک حد تک ماحول کو بھی خراب کرتا ہے۔ تو وہاں اسلام میں بھی اس کراہت اور ممانعت آئی ہے۔ کیونکہ دھواں منہ کو ڈالا جاتا ہے۔ حالانکہ دھواں کھانا یا داخل کرانا گناہ ہے۔ کیونکہ یہ کھانے کی چیز نہیں ہے۔ دوسری یہ کہ اسراف میں آتا ہے۔ چونکہ مضر صحت ہے اور جو صحت کے لئے مضر ہو وہ ناپسندیدہ ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ولا تلقو بایدکم الی التھلکة ''ترجمہ' اپنے جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ امام نوواوی فرماتے ہیں۔ کہ ہر وہ چیز جس کا کھانا مضر ہو جیسے شیشہ پتھر، زہر اس کا کھانا حرام ہے۔ الروضة الندبه) وعن ام سلمة قالت نھی رسولؐ عن کل مسکر ومفترورواہ احمد فی الفتح الرھانی. فی ھٰذا الحدیث ینھیٰ عن المسکر المفترو الد خان ۔ چونکہ سگریٹ کا دھواں ہوا میں شامل ہو کر ماحول کو آلودہ کر دیتا ہے۔ جس کئی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہے۔ سگریٹ پینے سے پھیپھڑوں کا کنسر ایڈز جیسے موذی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہے۔ وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر.

گلی اور سڑک میں گرد وغبار سے ماحول گندہ ہو جاتا ہے۔ حلانکہ اسلام حکم دیتا ہے۔ ہمارے نماز کی جگہ پاک، صاف ہو۔ کپڑے صاف

و پاک ہو، وثیابك فطهر والرجز فاهجر ۔ کپڑے صاف رکھو۔ اور برائی چھوڑو۔

(۱۱) سائیکل سواری اور ماحول سے تعلق (کفایت شعاری کے ذریعے):

سائیکل سواری ایک اہم اور سستا ذریعہ سفر ہے۔ اس کے چلانے سے صحت اچھی رہتی ہے۔ جفاکشی میں اضافہ ہوتا ہے۔ کفایت شعاری کا ایک زندہ مثال ہے۔ اور اسلام ہمیں کفایت شعاری کا درس دیتا ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں۔ ماعال من اقتصدا وہ مفلس نہ ہوگا۔ جو کفایت شعاری اختیار کریں۔

اس دور میں گاڑیوں کا بہت بھرمار ہے۔ اگر ہم گاڑیوں کا استعمال کم کر کے کفایت شعاری اپنائیں۔ اور قریب قریب سفر بذریعہ سائیکل طے کریں۔ تو ایک طرف تو ڈیزل اور پٹرول کم خرچ ہوگا۔ جو کہ اس سے ہمیں اور قومی سرمایے میں بھی بچت ہوگی۔ اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ ڈیزل اور پٹرول کی کم استعمال سے ماحول کی الودگی بھی کم ہوگی۔

(الف) ردی چیزیں جمع کرنے والا حلال روزی حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ماحول کو بھی صاف رکھتا ہے:

اگر ہم سوچیں کہ ہمارے گھروں میں فالتوں اور بے کار چیزیں مثلاً خالی بوتلیں، ڈبے ردی کاغذ، اخبار، پرانے برتن، پھٹے پرانے کپڑے، جوتے، تھیلے، ربڑ اور پلاسٹک کے چپل اور ہڈیاں اور نہ جانے کیا کیا چیزیں جو بکھرے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ سارا کوڑا کرکٹ ہمارے ماحول کو بری طرح سے الودہ کرتے ہیں۔ اس ردی والے کا وجود ہمارے لئے بہت غنیمت ہے۔ یہ الودگی کے خلاف مسلسل جہاد کر رہا ہے۔ اور ہمارے ماحول کو الودہ ہونے سے بچا رہا ہے۔ یہ ایک طرف رزق حلال کماتا ہے۔ جو کہ عبادت ہے۔ دوسری طرف کتنا اہم کام انجام دے رہا ہے کہ گندگی کو دور کر کے ماحول کو صاف بنا دیتا ہے۔ کیونکہ ان بے کار ردی اور گندی چیزوں سے ماحول خراب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا وہ یہ اشیاء جمع کر کے یا سستے داموں سے خرید کر بڑے کباڑ کے ہاتھ فروخت کرتا ہے۔ اور پھر کباڑی کارخانوں والوں کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے اور پھر اس سے نئے چیزیں تیار کی جاتی ہیں۔

(۱۲) خلاصہ:

جیسا کہ آج کے دور میں پوری دنیا کو ماحول کی الودگی کا ناحل پزیر مسئلہ درپیش ہے۔

ہر جگہ گندگی کی ڈھیر۔ عام راستوں گزرگاہوں میں گندگی چیزوں کا بھرمار کارخانوں اور گاڑیوں کا دھواں۔

مختلف جگہوں میں گندے پانی کا جمع ہونا گاڑیوں کا ہارن بجانا وغیرہ یہ سب چیزیں ماحول کی الودگی کا باعث ہے۔

لیکن اسلامی تعلیمات میں اس کا حل ملتا ہے۔ آج کل پہلے سے زیادہ ضروری ہو گیا ہے۔ کہ اسلامی تعلیمات کو مشعلِ راہ بنائیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ کہ ہم صاف، پاک رہیں۔ الطهور شطر الايمان. النظافة جزء الايمان ۔ اور ہمیں چاہئے کہ ہم خود اور ماحول کو صاف بنائیں۔

اسلام نے درخت لگانا صدقہ قرار دیا ہے۔ کیونکہ اگر کوئی انسان پودا اگاتا ہے اور اس سے انسان، پرند یا چرند کھائے تو یہ بھی ان کے لئے صدقہ ہے۔ حضورؐ نے سبز درخت اور میوہ دار درخت کے کاٹنے سے منع فرمایا ہے۔ اپؐ صحابہ کرامؓ کے ساتھ مل کر کھجور کے پودے بوئے اور پودے ہی ماحول کو صاف بنا دیتا ہے۔ اکسیجن مہیا کرتا ہے جو کہ ہماری زندگی کے لئے بہت ضروری ہے۔ راستوں سڑکوں چوراہوں اور گزرگاہوں میں گندگی سے ماحول الودہ ہوتا ہے۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے۔ کہ ایمان کے 70 سے زائد شاخیں ہیں۔ جن میں سے ایک " اماطة اذی عن الطریق بھی ہے کہ مضر چیز کو راستوں سے ہٹانا ایمان کا حصہ ہے۔

عن ابی ذرعن النبی ﷺ قال یصبح علی کل سلام من ابن ادم صدقة توسلیمه علی من لقی صدقة و امر باالمعروف صدقه و نهیه عن المنکر، صدقه و اما طتهُ الاذی عن الطریق صدقة الخ (ابی داؤد ج نمبر ۲باب فی اماطة الاذی ص ۳۶۵) للا یمان بضع وسبعون جزا ادنا هااما طة الاذی عن الطریق.

ترجمہ: حضورؐ نے فرمایا، کہ راستے کا حق ادا کرو۔ وہ یہ کہ تکلیف دہ چیز کو راستوں سے ہٹایا جائے۔ اسلام نے حکم دیا ہے۔ کہ پھلوں کے چھلکے وغیرہ راستوں میں نہ پھینکا جائے۔ اس سے ایسا مسلمان جو پھل خریدنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ وہ زیادہ متاثر ہو جاتا ہے۔ وہ دکھے گا اور اسے تکلیف پہنچے گا۔ اور اسے اپنی مفلسی پر شرمندہ ہوگا۔ سخت ہارن بجانا اور شور ذہن ودماغ اور ماحول کو پراگندہ بنا دیتا ہے۔ لہذا اسلام نے تیز اونچا آواز ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔ اسلام نے صفائی اور پاکیزہ گی پر بہت زور دیا ہے۔ ہر قسم کی نجاست اور پلیدی سے پاک ہونا طہارت کہلاتا ہے۔ اور فقہ کے کتابوں میں طہارت کے باقاعدہ ابواب ہیں۔ جہاں صفائی اور پاکیزہ گی کی مکمل تفصیل درج ہے۔

(۱۳) شوروغل مچانا:

الخاسته، وهذاالارقارب من الله تعالیٰ بتر کالصیاخ فی وجوه الناس تها ونا بهم، اوتبو الصیاخ جملة، وكانت العرب تفخیر بجهارة الصوت الجهیر وغیرذالك فمن كان اشد منهم صوتا كان اعزومن كان اخفض كان اذل حتی قال شاعر هم جهیر الكلام وجهیر الطعاس. جهیرَالنعم ویعد واعلیٰ الدین عدوی الظیم. ویعلو الرجال بخلق عمیم فنهی الله سبحانه وتعالیٰ عن هذه الخلق الجاهلیة بقوله. ان انكرالاصوات لصوت الحمیر. (ی توأن شیاء بهات صوته لكان الحمارفجعلهم فی المثل سواء ٥)

(تفسیر قرطبی: ج ۳ص ۸۲/۱۴) مطبعه بداراك. التدرث. عنا اور مزمیه شیطان طبن بھی ماحولیاتی الودگی کا باعث بنتے ہیں۔ ماحولیاتی الودگی میں صرف دھواں، گرد وغبار اور کوڑے کرکٹ ڈھیر ہی شامل نہیں۔ بلکہ اس میں شور شعب طبلے مارنا۔ باجے بجانا اور گانے بھی شامل ہیں۔ جو نہ صرف ہماری سماعت پر گراں گذرتا ہے۔ بلکہ کانوں کے راستے ہماری ذہنی اور دماغی اسودگی میں خلل کا باعث بنتے ہیں۔

جس سے ذہن اور دماغ پرگندہ ہو جاتا ہے۔ تو فشار خون Bood pressure اور اعصابی تناؤ Nervous tension جیسی

بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ (سماع ،العناء حرام وتلذذ منه کفر) اور قرآن پاک میں سورۃ القمان میں فرماتے ہیں. ومن الناس من یشتری لھو الحدیث. یہاں لہو الحدیث سے علماء گانے بجانے مراد لیتے ہیں۔

(۱۴) ملاوٹ اور ماحول کی آلودگی:

اخبار مشرق میں جمعہ 10 مارچ 2006 کو شہ سُرخی کے ساتھ لکھا ہوا تھا۔ کہ پٹرول اور ڈیزل میں ملاوٹ۔ پشاور کی فضاء زہر سے بھر گئی اس کے علاوہ ماحول کی آلودگی کے ساتھ ساتھ ملاوٹ مذموم فعل ہے۔ ملاوٹ اسلام میں ایک مذموم اور گھناؤ جرم ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں۔ من غش فلیس منا۔ جس نے کھوٹ ملایا وہ ہم میں سے نہیں۔ یقیناً اسلامی تعلیمات اپنانے سے ہم اردگرد کی ماحول بہتر کر سکتے ہیں۔ ماہرین ماحولیات جو ماحول کے آلودگی کے مطابق مختلف تجزیے پیش کرتے ہیں۔ ان سے بعض ماہرین کو موجودہ ماحولیات کے متعلق خیال ہے۔ کہ موجودہ دور میں تیز تر اقتصادی ترقی۔ سرمایہ داری نظام، نفع کے لالچ میں امریکہ، برطانیہ اور دوسرے ترقی یافتہ ممالک نے ماحول کو پراگندہ کیا۔ وہ مزید کہتے ہیں۔ کہ جو ممالک سائنسی اعتبار سے زیادہ ترقی کرتے ہیں وہ ماحول کو زیادہ آلودہ بناتے ہیں۔ جبکہ اسلام میں بالا تمام امور ناپسندیدہ ہے۔ اور ہر موڑ پر صاف ستھرا رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ (روزنامہ اوصاف اف ڈے میگزین 19 مارچ 2006ء۔

(۱۵) پراگندہ ماحول اور صاف ستھرا ماحول حدیث کے حوالے سے:

عن ابی موسی قال قال رسول اللهؐ مثل الجلیس الصالح والسواء کعامل المسك ونافع الکیر فعامل المسك امان یحذبك وامان تبتاع منه وامان تجد منه ریحاً طیباً ونافع الکیر امان یحرق ثیابك وامان تجد منه ریحاً حبیثة (رواه البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابی موسیٰ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ نیک اور بد ہم نشین کی مثال مشک رکھنے والا اور دھونکنی دھونکنے والے کی سی ہے۔ مشک رکھنے والا یا تو تم کو مفت مشک دے گا۔ یا استطاعت کے صورت میں تم ضرور اس سے خریدو گے "یا" اگر مذکورہ دونوں صورت نہ ہوں۔ تو اس کے ساتھ مسلسل بیٹھنے کی وجہ سے اس کی خوشبو تمہارے بدن اور کپڑے میں سرایت کر کے کچھ تو حاصل ہو جائیگی۔ اور دھونکنی دھونکنے والے کی آگ کے ذرات یا تمہارے کپڑے اور بدن کے کسی حصے کو جلا دے گا۔ اگر اس سے بچ گئے تو راکھ کے بدبو تمہارے دماغ کو متاثر کر دے گی۔ عجیب حکیمانہ انداز سے نیکوکار کی دوستی اختیار کرنے اور بدکار سے قطع تعلق کرنے یا دوسرے لفظوں میں صاف ستھرا ماحول اور پراگندہ ماحول دونوں کے اثرات کو انتہائی سادہ اور عام فہم طور پر واضح فرمایا۔

> خلوص دل بھی ہو زاہد ہر ایک سجدے میں　　جبیں جھکی، نہ جھکا دل تو بندگی کیا ہے

عائلی قوانین

زبردستی جرم کا اقرار کرانا

باسمہ تعالٰی

مولانا مفتی محمد شفیق عارف

مفتی جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ''جبر و اکراہ کر کے کسی سے چوری کا اقرار کرایا جائے تو شرعاً اس کا اقرارِ سرقہ معتبر ہوگا یا نہیں؟''

بینوا توجروا۔

المستفتی حاجی اللہ محمد۔ چمن بلوچستان

الجواب ومنہ الصدق والصواب

واضح رہے کہ جبر و اکراہ کے ذریعہ جو اقرار کرایا جائے ایسا اقرار چونکہ غیر اختیاری اور جبری ہوتا ہے جو کہ آدمی بادل نخواستہ مار پیٹ کی وجہ سے کرتا ہے۔ جبکہ وہ دلی طور پر اس اقرار پر ہرگز راضی نہیں ہوتا بلکہ دلی طور پر وہ اس اقرار کی تکذیب کرتا ہے۔ شریعت مطہرہ ایسے جبری اقرار کو تسلیم نہیں کرتی اس لئے متون ظاہرہ میں یہی ہے۔ کہ اقرار مکرہ صحیح نہیں ہے۔ چنانچہ مبسوط سرخی میں ہے:

(۱) واذا اقر بالسرقة عند العذاب او عندالضرب او عندالتهديد بالحبس فاقراره باطل لحديث ابن عمرؓ ليس الرجل علٰى نفسه بأمين ان جوعت اوخوفت او ثقت وقال شريحؒ القيد كره والوعيد والضرب كره.

(المبسوط للسرخی ص ۱۸۴/۱۸۵، ج:۴)

(۲) ولو ان قاضياً اكره رجلاً بتهديد ضرب او حبس اوقيد حتىٰ يقر علٰى نفسه بحد اوقصاص كان الاقرار باطلاً لان الاقرار متمثل بين الصدق والكذب وانمايكون حجة اذا ترجح جانب الصدق علٰى جانب الكذب والتهديد بالضرب والحبس يمنع رجحان جانب الصدق.

(البسوط للسرخی. ج:۲۴ ص ۷۰ المجلد الثانی عشرہ)

(۳) وفى الكاملية: لكن افتى شيخ السلام على آفندى بعدم صحة اقراره وفى الكفوى وظاهر المتون علٰى عدم صحة اقراره مكرهاً. (ص ۱۴۸)

لیکن اب چونکہ فتنہ وفساد کا زمانہ ہے، دیانت وامانت نہیں رہی، جھوٹ بولنے کو برا نہیں سمجھا جاتا۔ اس لئے متاخرین فقہاء نے ایسے شخص

کے بارے میں ضرب خفیف کی اجازت دی ہے۔جس کے بارے میں چوری کا شبہ ہواور وہ چور سے مشہور ہو لیکن چوری کا اقرار نہ کرتا ہو اور جھوٹ بول رہا ہو۔تو اقرار سرقہ کے لئے ضرب خفیف کی اجازت ہے۔اور یہ اکراہ اور ضرب زیادہ سے زیادہ اس حد تک ہو کہ نہ تو اس کے بدن سے کھال کٹے اور نہ ہی کھال کے اندر سے ہڈی نظر آئے۔

درمختار میں ہے:

والسارق لایفتی بعقوبته لا نه جورتجنیس،وعزاه القهستانی للواقعات معللاًبانه خلاف الشرع ومثله فی السراجیة ونقل من التنجیس عن عصام انه سئل عن سارق ینکر؟فقال علیه الیمین،فقال الامیرسارق یمین؟ هاتوا بالسوط فما ضربوه عشرة حتٰی اقرفاتی بالسرقة. فقال سبحان اللّٰه مارایت جوراًاشبه بالعدل من هذا وفی اکراه البزازیةمن المشائخ من افتی بصحتها اقراره بها مکرهًا وعن الحسن یحل ضربه حتٰی یقر مالم یظهر العظم.

اورشامیہ میں ہے:

قال فی البحروسال الحسن بن زیاد ایحل ضرب السارق حتٰی یقرقالہٗ مالم یقطع اللحم لا یتبین العظم ولم یزد علی هذا. (درمختار مع ردالمحتار ج:۴، ص:۸۷)

اوراسی طرح درمختار میں ہے:

تم نقل من الزیلعی فی آخرباب قطع الطریق جوازذالك سیاسیة واقره المصنف تبعاًللبحروابن الکمال زاد فی النهروینبغی التعدیل علیه فی زمانناںغلبة الفسادویحل مافی التجنیس علی امانهم.

(الدرا لمختارعلی الردالمحتار ج۸'ص۸۸).هکذافی شرح الامجلة ج:۴،ص:۶۰۸)

لیکن موجود دور میں پولیس جس طرح سے ریمانڈ میں ملزم پر تشدد کرتی ہے اور اس سے اقرار سرقہ کے لئے جو ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں اور غیر انسانی سلوک کیا جاتا ہے۔اس کی شریعت مطہرہ میں ہرگز اجازت نہیں ہے اور اس طرح کے تشدد سے اقرار سرقہ شرعاً معتبر نہیں ہے۔

الغرض ضرب خفیف جس سے نہ تو کھال کٹے اور نہ ہی ہڈی ظاہر ہو اس کی تو بوقت ضرورت اجازت ہے۔لیکن اس سے بڑھ کر مارنا، بے پناہ تشدد کرنا اس کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔نیز ضرب خفیف سے اقرار سرقہ کا جو اثر ظاہر ہو گا وہ صرف ضمان کے حق میں ہو گا شرعی حد سرقہ اس پر جاری نہ ہو گا۔چنانچہ شامیہ میں ہے:

قوله بصحة اقراره بها مکرهاًای فی حق الضمان لافی حق القطع کما قدمناه. (ج:۴، ص:۸۷)

فقہ حنفی کی چند اہم کتابوں کا اجمالی تعارف

مولانا مفتی عبدالرشیدؒ
سابق استاذ الحدیث جامعہ مدنیہ (لاہور)

حاشية الطحطاوي الدر المختار:

فقہ حنفی کے مشہور کتاب "الدر المختار فی شرح تنویر البصار" کا یہ حاشیہ علامہ محمد بن اسماعیل الطحاوی مصری حنفی کا تحریر کردہ ہے۔ مصر سے بڑے سائز کی چار ضخیم جلدوں میں طبع ہو چکا ہے۔ محشی سید محمد نو قادی رومی کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کے والد ماجد تو فاد سے بسلسلہ قضا مصری میں تشریف لاکر "اسیوط" کے قریب "طحطا" نامی بستی میں اقامت گزیں ہو گئے تھے۔ اس کے علاوہ موصوف نے "مراقی الفلاح شرح نور الایضاح" کا شیہ بھی تحریر فرمایا ہے، جواب کراچی میں بھی طبع ہو گیا ہے۔ علامہ زرکلیؒ نے یہ جو لکھا ہے کو موصوف نے "مراقی الفلاح" کی شرح پر حاشیہ لکھا ہے، صحیح نہیں ہے۔ موصوف کا ایک اور رسالہ "کشف الرین عن بیان المسح علی الجوربین" بقول علامہ زرکلی مخطوطہ کی صورت میں موجود ہے علامہ طحاوی کے دونوں حواشی بڑے مفید اور علماء وفقہا کے درمیان مقبول ومتداول ہیں۔ لفظ "طحطاوی" ہاء "ہوز" اور حاء "حطی" دونوں کے ساتھ لکھا اور بولا جاتا ہے۔ محشی مرحوم "قاہرہ" میں احناف کے مفتی تھے۔ موصوف کا انتقال ۱۵ رجب المرجب ۱۲۳۱ھ/ ۱۸۱۶ء قاہرہ میں ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔

الدر المختار في شرح تنوير الأبصار:

یہ فقہ حنفی کے مشہور متن "تنویر الابصار" کی شرح ہے۔ جو علامہ محمد بن علی حصکفی دمشق کی تالیف ہے۔ ان کا خاندان اصل میں جزیرہ ابن عمر اور "میا فارقین" کے درمیان دریائے دجلہ کے کنارے ایک بستی "حصن کیفا" کا رہنے والا ہے، جو بعد میں "دمشق" میں اقامت پذیر ہو گیا تھا اور ان کی ولادت "دمشق" ہی میں ۱۰۲۱ھ/ ۱۳ ـ ۱۶۱۲ء میں ہوئی۔ موصوف کو حصن کیفا کی طرف انتساب کے باعث "حصکفی" اور "دمشق" میں سکونت پزیر ہونے کے باعث "دمشقی" کہا جاتا ہے۔ موصوف بہت بڑے عالم، محدث، فقیہ، نحوی، ادیب اور بلا کے حافظہ کے مالک تھے۔ علماء وفقہا کے نزدیک یہ کتاب بڑی معتبر اور مستند سمجھی جاتی ہے اور آج کل اکثر وبیشتر فتاویٰ میں اسی کتاب کے حوالے دیے جاتے ہیں۔ ان کے اساتذہ میں علامہ خیر الدین رملی اور امام محمد محاسنی خطیب "دمشق" المتوفی ۱۰۷۲ھ/ ۱۲۶۲ء شامل ہے "خلاصة الأثر في أعيان القرن الحادي عشر" اپنے آپ کو ان کے شاگردوں میں شمار کرتے ہیں۔ موصوف "شام" کے مفتی تھے۔ پہلے انہوں نے "خزائن الاسرار وبدائع الافکار" کے نام سے تنویر الابصار کی مبسوط اور مفصل شرح لکھنے کا ارادہ کیا، جس کے بارے میں ان کا اندازہ تھا کہ صرف دس جلدوں میں مکمل ہو گی۔ لیکن "باب الوترو